پروفیسر ثناء اللہ صاحب مجاہد

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور مطالعہ اسلام

”اسلامی تعلیمات“ کے ساتھ افسوسناک رویّہ

پاکستان کا وجود اس لئے عمل میں آیا تھا کہ مسلمانانِ برصغیر ایک ایسا خطہ چاہتے تھے جہاں وہ اپنی زندگیاں اسلامی تعلیمات کو اپنا کر گذاریں۔ اسی لئے اس وقت یہ نعرہ عام طور پر سنا جاتا تھا کہ ”پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ“ مگر افسوس کہ پاکستان کو وجود میں آئے تقریباً ایک تہائی صدی بیت گئی لیکن ”ہنوز روز اوّل“ والا معاملہ ہے۔ ہم ابھی تک زبانی دعووں کی منزل سے گذر کر عمل کے میدان میں قدم نہ رکھ سکے۔ وجوہات اور اسباب کی تلاش کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ایک تہائی صدی کے اس طویل عرصے میں پاکستان کے سیاسی افق پہ بہت سی حکومتیں طلوع اور غروب ہوئیں۔ ہر حکومت اپنی بقا کے لئے جوڑ توڑ میں مصروف رہی اور شاید اسی لئے ان کو اتنا وقت نہ مل سکا کہ وہ حصولِ پاکستان کے بنیادی مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔ اتنے طویل عرصے میں آنے والی حکومتوں میں موجودہ حکومت اس لئے انفرادیت کی حامل ہے کہ اس کے سربراہ نے روز اول ہی سے قوم سے اسلام کے نفاذ کا وعدہ کیا اور اس کے لئے ایفا کی مخلصانہ کوشش بھی کی۔

اسلام کا نفاذ صرف ضابطوں یا قوانین کے تحت نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان بچوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔ اسلامی تعلیمات سے روشناسی صرف اسی صورت ممکن ہو سکتی ہے کہ نصابِ تعلیم میں اسلامی تعلیمات کو لازمی مضمون کی حیثیت سے متعارف کرایا جائے تاکہ ہر طالب علم خواہی نخواہی اس مضمون کو پڑھنے پر آمادہ ہو۔

حال ہی میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے اعلان کیا تھا کہ اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک پرچہ ڈگری کی سطح پر اور ایک پرچہ ایم اے۔ ایم ایس سی کی سطح پر لازمی ہوگا۔ اس اعلان کو سن کر یہ امید بندھی تھی کہ ڈگری اور پوسٹ گریجویٹ کلاسوں میں اس مضمون کو لازمی مضمون کی حیثیت دے کر صدرِ پاکستان کے نفاذِ اسلام کے وعدے کی تکمیل میں مدد ملے گی۔ مگر ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ“ ابھی اس اعلان کی سیاہی بھی خشک نہ ہوئی

تھی کہ اس سلسلے میں قواعد پر نظر ثانی کی گئی اور پوسٹ گریجویٹ کلاسوں میں اس مضمون کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔

پتہ نہیں وہ کونسا خفیہ ہاتھ ہے جو نہیں چاہتا کہ پاکستان کے حصول میں جو اسباب و مقاصد کارفرما تھے ان کی کسی طرح تکمیل ہو سکے۔ اس خفیہ ہاتھ کی مذموم کارفرمائیاں درج ذیل حقائق سے اچھی طرح ہو جاتی ہیں۔

۱۔ ایک تہائی صدی گذرنے کے باوجود پاکستان میں اس کی قومی زبان ابھی تک وہ مقام حاصل نہیں کر سکی جس کی وہ حامل ہے جب کہ ہمارے پڑوسی ملک بھارت میں جو کہ ہمارے ساتھ ہی آزاد ہوا تھا ہندی کو عملاً سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہے۔

۲۔ مزید ستم یہ کہ ابھی حال ہی میں اعلان کیا گیا کہ اردو جسے لازمی مضمون کی حیثیت حاصل ہے اس میں علاقائی زبانیں بھی شامل ہوں گی۔ گویا قومی زبان کی اہمیت آدھی رہ گئی۔

۳۔ کراچی کے اعلیٰ ثانوی بورڈ نے کالجوں میں اختیاری مضامین کی جو فہرست دی ہے اس میں اکنامکس، سوکس وغیرہ کے مدمقابل تو کوئی مضمون نہیں لیکن اسلامیات کو چار مضامین کے ایک گروپ میں شامل کیا گیا جس میں سے صرف ایک کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ یہ مضامین اسلامیات: تاریخ اسلام: تاریخ عمومی اور نفسیات ہیں۔

۴۔ تقریباً تمام کالجوں میں عربی کو بطور اختیاری مضمون ختم کر دیا گیا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مسلمان بچے اسلام کے بنیادی ماخذوں سے براہ راست استفادہ نہ کر سکیں۔

اس خفیہ ہاتھ کی نشاندہی ارباب اقتدار اور ملک وملت کا درد رکھنے والے دانشوروں کے ذمے ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مبنی جو تنہا مضمون یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے لازمی قرار دیا ہے اس میں پاس ہونا تو ضروری ہے لیکن وہ مجموعی نمبروں میں شامل نہیں ہوں گے۔ اور اس لئے اس کے نمبر ڈویژن پر اثر انداز نہیں ہوں گے محکمہ تعلیم کے ماہرین نصاب کی اس منطق کی داد بھلا کون دے سکتا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱۔ بی اے، بی ایس سی وغیرہ ڈگری کلاسوں میں مطالعہ اسلام اور مطالعہ پاکستان ایک لازمی مضمون ہوگا جس میں کامیابی حاصل کئے بغیر ڈگری کا حصول ممکن نہیں ہوگا۔

۲۔ مطالعہ اسلام اور مطالعہ پاکستان دونوں کی حیثیت مساوی ہوگی۔ گویا سو نمبر کے پرچے میں پچاس نمبر مطالعہ اسلام کے اور پچاس نمبر مطالعہ پاکستان کے ہوں گے۔

۳۔ مذکورہ پرچے کے نمبر طالب علم کے مجموعی نمبروں میں شامل نہیں ہوں گے۔ یعنی اس پرچے کے نمبروں میں کمی بیشی کسی طالب علم کی ڈویژن پر اثر انداز نہیں ہوگی۔

۴۔ مطالعہ اسلام کی اہمیت تو یہ کہ پاس ہونے کے لئے صرف سترہ نمبر مطلوب ہوں گے لیکن اس کا نصاب اس قدر طویل

رکھا گیا ہے کہ اسے مکمل کرانے کے لئے پورے تعلیمی سال کی مدت ناکافی ہوگی۔ نصاب کی طوالت، نمبروں کی کمی اور امتحان کے نتیجے پر ان کی غیر مؤثر حیثیت کا نتیجہ لامحالہ یہ نکلے گا کہ طلباء میں اس مضمون سے بیزاری کا رجحان بڑھے گا۔

۵۔ لیکن اس کا سب سے بڑا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ پاکستان میں کراچی یونیورسٹی میں بیس سال سے "اسلامی نظریہ حیات" کا جو پرچہ سو نمبروں کا ہوتا تھا نئی تعلیمی اسکیم کے بعد اسے ختم کر دیا گیا۔ گویا کہ اسلامیات کے نام سے پچاس نمبروں کا ایک نصف پرچہ دیا گیا اور سو نمبروں کے پورے پرچے سے طلباء کو محروم کر دیا۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے، محکمہ تعلیم کے ماہرین تعلیم نے صدر مملکت کے حکم کی تعمیل میں کس حسن ذوق کا ثبوت دیا۔ اور کیسی بے مثال منطق کا مظاہرہ فرمایا۔

۶۔ اسی طرح اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایم اے کی کلاسوں میں اسلامی تعلیمات کا سو نمبروں کا ایک پرچہ لازمی ہے لیکن نئی تعلیمی اسکیم کے نفاذ کے بعد یہ لازمی نہیں رہے گا اور اس کی بجائے ڈگری کلاسوں میں پچاس نمبروں کے نصف پرچے پر اکتفا کرنی پڑے گی۔

۷۔ اس مضمون کا ایک استاد ہونے کی حیثیت سے میرا کئی برسوں کا یہ مشاہدہ ہے کہ چونکہ اس پرچے میں زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے بعد بھی ڈویژن پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس لئے طلباء اس مضمون کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور نہ حاضری کی پرواہ کرتے ہیں۔ پاس ہونے کے لئے نمبر کسی نہ کسی طرح حاصل ہو ہی جاتے ہیں۔ پہلے عام طور پر اس مضمون کی کلاس میں حاضری دس فیصدی ہوتی تھی اب اوسط حاضری کی بھی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ پاس ہونے کے لئے سترہ نمبر مطلوب ہوں گے اور وہ کسی نہ کسی طرح حاصل کر ہی لیں گے۔

مذکورہ بالا حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ طلباء اس مضمون کو سنجیدگی سے نہیں پڑھتے۔ اس امر کی طرف ان کی زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کرانے کی خاطر یہ مطالبہ کرنا بے جا نہ ہوگا۔

۱۔ اسلامی تعلیمات پر بھی ایک پرچہ جس طرح ڈگری کلاسوں میں لازمی کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایم اے وغیرہ کی کلاسوں میں لازمی کیا جائے۔

۲۔ اسلامی تعلیمات کے پرچے کو سو نمبروں کا ایک مستقل پرچہ رکھا جائے اور اس کے نمبروں اور وقت میں کوئی اور پرچہ شامل نہ کیا جائے۔

۳۔ مطالعہ پاکستان کے پرچے کو سیاسیات یا تاریخ کے ساتھ شامل کیا جائے۔

۴۔ مطالعہ پاکستان کو انگریزی کے ساتھ اس کے نمبروں میں بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ ۵۔ طلباء میں اسلامی تعلیمات کا شوق پیدا کرنے اور اس ضمن میں طلباء کی حاضری کو معمول پر لانے کے لئے ضروری ہے کہ اس پرچے میں نہ صرف پاس ہونا ضروری سمجھا جائے بلکہ اس کے نمبر مجموعی نمبروں میں شامل کئے جائیں اور ڈویژن بنانے کے لئے بھی اس کے نمبروں کا شمار لازمی قرار دیا جائے۔